سوال

(256) فوت شدہ روزوں کی قضا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فوت شدہ روزوں کی قضا کس طرح دی جائے ، کیا وقت ملنے پر فوراً رکھنے چاہئیں یا انہیں موخر بھی کیا جا سکتا ہے ۔ نیز انہیں مسلسل رکھنا ہو گا یا متفرق طور پر بھی انہیں رکھا جا سکتا ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

فوت شدہ روزوں کی قضا وقت ملنے پر فوراً ضروری نہیں ۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : ''مجھ پر رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا ہوتی تھی لیکن میں ماہ شعبان میں انہیں رکھا کرتی تھی ۔'' [1]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں : اس حدیث کے پیش نظر رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا کو موخر کیا جا سکتا ہے یہ تاخیر کسی عذر کی بنا پر ہو یا کسی عذر کے بغیر تاخیر ہو ۔ [2]

لیکن بہتر ہے کہ فوت شدہ روزوں کی قضا میں تاخیر نہ کرے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے : ''یہی وہ لوگ ہیں جو بھلائی کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور ان کی طرف دوڑ جانے والے ہیں ۔'' [3]

فوت شدہ روزوں کی قضا مسلسل ضروری نہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

''تو وہ دوسرے دنوں میں اس کی گنتی پوری کرے ۔'' [4]

اللہ تعالیٰ نے فوت شدہ روزوں کی گنتی پورا کرنے کا حکم دیا ہے ، ان میں تسلسل ضروری نہیں ۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : ''متفرق طور پر روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں ۔'' [5]

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس معلق روایت کو صحیح سند کے ساتھ پیش کیا ہے ۔ [6]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر چاہے تو انہیں مسلسل رکھ لے اور اگر چاہے تو متفرق طور پر رکھ لے ۔ [7]

اس سلسلہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو بیان کیا جاتا ہے کہ فوت شدہ روزوں کو مسلسل رکھنا چاہیے وہ سند کے اعتبار سے صحیح نہیں۔ (مغنی، ص ۴۳، ج ۳) واللہ اعلم

---

[1] صحیح بخاری، الصوم : ۱۹۵۰۔

[2] فتح الباری، ص ۱۹۱، ج ۴۔

[3] المؤمنون : ۶۱۱۔

[4] البقرۃ : ۱۸۴۔

[5] بخاری تعلیقاً۔

[6] بیہقی، ص ۲۵۸، ج ۴۔

[7] بیہقی، ص ۲۵۸، ج ۴۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد4۔ صفحہ نمبر:237

محدث فتویٰ